OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.10 Issue 11 June 2022

حدیث"انزل القرآن علی سبعۃ احرف" اورامام طبری کی تعبیرات

INTERPRETATION OF HADITH(أنزل القران على سبعة أحرف) BY IMAM TABARI

Dr. Muniba Rizvi
Lecturer, Department of Islamic Studies, Govt. Post Graduate College for Women Baghbanpura, Lahore.

Abstract: "*Ulūm al-Qur'ān*" is that science in which the words of the Qur'ān, their inscription and meanings are discussed. Among the sciences related to the Qur'ānic words, the Science of Readings gained the highest prominence. The Science of Seven Dialects is the most important one among the Science of Readings and is controversial. The scholars immensely dissent in the meaning of Seven Dialects; therefore, among the most important and noteworthy stances in the interpretation and elucidation of the subject terminology, *Imām Ṭabarī*'spoint of view is significantly notable. *Imām Ṭabarī* is the one who initiated the detailed discussion on the subject and quoted approximately 60 traditions; indeed he himself adopted a distinguished stance to expound the veracity of the Seven Dialects. He asserted that the Qur'ān was revealed on seven languages of Arabs which means that it was revealed on seven synonymous words; out of those seven, six were declared abandoned and the Qur'ān was preserved on only one. To support and validate his stance, he provided very strong evidences. He also mentioned every possible argument and objection on his stance and transcribed his substantial response to them. All this discussion has been narrated in the preface of his exegesis "*Jāmi' al-Bayān 'an Tāwīl 'Āy al- Qur'ān*". In this research paper, the findings of *Imām Ṭabarī*

with respect to the Seven Dialects will be elaborated in accordance to the following points:

1. What is the meaning of Seven Dialects and what is the root cause of dissension in the interpretation of its meaning?
2. What is the stance of *Imām Ṭabarī* about Seven Dialects and what are his demonstrations against the stance; who were the scholars in later generations to accept and support his stance?
3. Critical review of *Imām Ṭabarī* 's arguments regarding Seven Dialects.

Keywords: Seven Dialects, Imām Ṭabarī,Jāmi'al-Bayān,Interpretation, Seven synonymous words.

سبعہ احرف علوم القرآن کے مباحث میں ایک اہم اور دقیق بحث ہے۔ محدثین، مفسرین اور ماہرین علوم القرآن نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اپنی اپنی تحقیقات پیش کیں اور حدیث میں سبعہ احرف سے کیا مراد ہے اس کے مرادی معانی متعین کرنے کی سعی کی ہے۔علامہ ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس موضوع پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے اوران اکثر احادیث کو جمع کیا ہے جو سبعہ احرف کے بیان میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں۔

سبعہ احرف کے بارے نبی اقدس ﷺ سے بہت سی روایات منقول ہیں علاوہ ازیں آپ ﷺ کے عہد میں صحابہ کرامؓ کے مابین کچھ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے جن سے سبعہ احرف کی تفہیم اور ان کے معنی کی تعیین میں دلیل پکڑی جاتی ہے۔ سبعہ سے مراد حروف ہندسہ یا حروف ہجائیہ کا معروف عدد سات ہے۔[1] اور احرف کے کئی معنی ہیں جیسے کسی چیز کا کنارہ، حروف ہجائیہ میں سے ایک کلمہ خطبہ، قصیدہ، جہت، وجہ، قراءت لغت وغیرہ۔[2]لیکن سبعہ احرف کے مرادی معانی کے بارے صریح نص نہ ہونے کے باعث علمائے امت کے مابین حروف سبعہ کے معانی ومفہوم کی توضیح و تعیین میں اختلاف ہوا ہے۔اگرچہ جو شخص بھی اس راہ کا مسافر بنااور اس نے معانی متعین کرنے کی جستجو کی اس کا مرجع وماخذ کم وبیش یہی روایات وآثار ہیں جن کو امام طبری نے بھی بطور دلیل وبرہان نقل کیا ہے لیکن ہر شخص کی اجتہادی بصیرت میں تنوع کے باعث احرف سبعہ کے معانی کی مختلف تعبیرات سامنے آئی ہیں اور یوں اس بار علمائے امت کی متنوع آراء موجود ہیں لیکن یہاں ان تمام اختلافی اقوال وآراء سے قطع نظر ٦٠ کے قریب روایات جن کو امام طبری نے اپنے مقدمہ تفسیر میں سبعہ احرف کے معانی کے تعین میں پیش کیا ہے ان میں سے بطور مثال تین درج ذیل ہیں۔

مرویات سبعہ احرف

١- حدثني يونس بن عبدالاعلي، قال : أخبرنا ابن وهب، قال : أخبرني يونس، عن ابن شهاب، قال: أخبرني عروة بن الزبير : أَنَّ المِسور بن مخرمة و عبدالرحمن بن عبدالقاري اخبراه: أنهما سمعا عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول : سمعت هشام بن حكيم يقرا سورة الفرقان في حياة رسول اللهﷺ فاستمعت لقراءتِه، فإذا هو يقروها على حروفٍ كثيرةٍ لم يقرئينها رسول اللهﷺ كذلك، فكدتُ أُساوِرهُ في الصلاةِ، فتصبَّرتُ حتى سلَّم، فلما سلَّم لبَّتُه برادئه فقلت : مَنْ أقراك هذه السورة التي سمعتُك تقروها؟ قال: أقرأينها رسول الله ﷺ! فقلتُ : كذبت، فوالله إنَّ رسول اللهﷺ هو اقرأني هذه السورة التي سمعتك تقروها! فانطلقت به اقودهُ إلي رسول اللهﷺ فقلت: يا رسول اللهِ اني سمعت هذا يقرأُ سورةَ الفرقان علي حروفٍ لم تقرئينها، وأنت أقرأتني سورة الفرقانِ ! قال: فقال رسول الله «أرسلَه يا عمر، اقرا يا هشام» فقرا عليه القراءة التي سمعتُه يقرؤُها،، فقال رسول اللهﷺ «هكذا أُنزلت» ثم قال رسول الله ﷺ : «اقرأ يا عمر». فقراتُ القراءة التي أقراني رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ : «هكذا انزلت». ثم قال رسول الله ﷺ «إنّ هذا القرآن أنزل على سبعة احرفٍ، فاقرءُوا ماتَيَسَّرَ منها».[3]

حضرت مسور بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن قاریؒ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم کو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورۃ فرقان کی تلاوت کرتے سنا پس جب میں نے ان کی قراءت سنی تو بہت سے ایسے حروف سنے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے سلام پھیرنے تک صبر کیا حتیٰ کہ انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کو گھسیٹا اور پوچھا یہ سورت جو میں آپ سے سنی آپ کو کس نے پڑھائی؟ انہوں نے کہا مجھے رسول ﷺ نے پڑھائی۔ میں نے کہا تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی قسم! بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو تم کو تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ پس میں ان کو کھینچتا ہوا رسول اللہ کی طرف لے کر چلا اور میں نے آپ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ سے میں نے سورۃ فرقان پڑھی پر انہیں میں سورہ فرقان ایسے حروف پر پڑھتے سنا جو آپ ﷺ نے ہمیں نہیں پڑھائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمرؓ اس کو چھوڑ دو۔ اور فرمایا: ہشام تم پڑھو۔ انہوں نے وہی پڑھا جو میں نے ان کو پڑھتے سنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے ہی نازل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرؓ! تم پڑھو۔ پس میں نے وہ قرأت کی جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی پس آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایسے ہی نازل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک قرآن سات حروف پر نازل ہوا۔ جو تمہیں آسان معلوم ہو، اس پر پڑھو۔

٢- حدثني يونس بن عبدالاعلى، قال: أنبأنا ابن وهب، قال: اخبرني يونس - و حدثنا ابو كريب، قال: حدثنا رشدين بن سعد، عن عقيل بن خالدٍ – جمعياً عن ابن شهاب، قال: حدثني عبيدالله بن عبدالله بن عتبة ان ابن عباس حدثه: انَّ رسول اللهِ ﷺ قال: «اقرأني جبريل على حرفٍ، فراجعته، فلم أزل استزيده فينزيدني، حتي انتهى إلى سبعة أحرفٍ»[4]

"حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھے ایک حرف پر (قرآن) پڑھایا میں نے ان سے مراجعت کی پس انہوں نے اس میں اضافہ فرمایا میں نے مزید زیادتی طلب کی یہاں تک کہ سات حروف تک اضافہ کر دیا گیا۔ ابن شہاب فرماتے ہیں: مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ حروف سات ہیں۔ بے شک ان کا حکم ایک ہی حلال و حرام میں اختلاف نہیں۔"

٣- حدثنا ابو كريب، قال: حدثنا ابن نمير، قال: حدثنا إسماعيل بن أبي خالد - حدثنا عبدالحميد بن بيان القنَّاد، قال : حدثنا محمد بن يريد الواسطي، عن اسماعيل – عن عبدالله بن عيسى بن عبدالرحمن بن ابي ليلى، عن جده، عن أبي بن كعب، قال: كنت في المسجدِ، فدخل رجل يصلي، فقرأ، قراءةً أنكرتُها عليه، ثم دخل رجل آخر، فقرأ قراءةً غير قراءةِ صاحبه، فدخلنا جميعًا على رسول الله ﷺ ، قال: فقلت: يا رسول الله! إنَّ هذا قرأ قراءةً أنكرتُها عليه، ثم دخل هذا فقرا قراءةً غير قراءةِ صاحبه. فأمرهما رسول الله ﷺ فقرأ، فحسَّن رسول الله ﷺ شأنهما، فوقع في نفسي

من التكذيب، ولا إذْ كنت في الجاهلية! فلما رأي رسول الله ﷺ ما غشيني، ضرب في صدري، ففصنت عرقًا، كانمأ انظر إلى اللهِ فرقًا. فقال لي :«يا أبيّ ارسِل إليَّ أنِ اقرإِ القرآن علي حرفٍ ، فرددتُ عليه، أن هَوِّن على امتي، فردَّ عليَّ في الثانيةِ: أن اقرإِ القرآن على حرفٍ. فرددتُ عليه أن اهوِّن على امتي، فردَّ عليَّ في الثالثة، إن اقرأه على سبعة احرفٍ، ولك بكل ردَّة رددتكها مسألةٌ تسأنيها. فقلت: اللهم اغفر لأمتي، اللهم اغفر لأمتي، وأخرت الثالثة ليوم يرغبُ إليَّ فيه الخلقُ كلُّهم حتى إبراهيمُ» إلا أن ابن بيان قال في حديثه : فقال لهم النبيُّ ﷺ «قد أصبتم وأحسنتُم» وقال ايضًا: فار فضضت عَرَقًا.[5]

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے فرماتے ہیں میں مسجد میں تھا پس ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ پس اس نے ایسی قراءت کی جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی، پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے اس (پہلے) شخص سے بھی مختلف قراءت کی۔ پس ہم سب اکٹھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے ایسی قراءت پڑھی جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی پھر دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کی قراءت کے علاوہ ایک اور قراءت پڑھی۔ اس پر آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے پڑھا پس آپ ﷺ نے دونوں کی توصیف فرمائی اس پر میرے نفس میں تکذیب پیدا ہوئی اور ایسے وسوسے پیدا ہوئے جو زمانہ جاہلیت میں بھی نہ آئے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے سینے پر (اپنا ہاتھ) مارا جس سے میں پسینہ سے شرابور ہو گیا اور خوف کے مارے ایسی حالت ہوئی کہ جیسے میں اللہ جل شانہ کو سامنے دیکھ رہا ہوں پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابیؓ! اللہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھے پیغام بھیجا کہ میں قرآن کو دو حروف پر پڑھوں میں نے دوبارہ جواب میں درخواست فرمائی کہ میری امت پر آسانی فرمایئے تب اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ پیغام بھیجا کہ وہ سات حروف پر قرآن کو پڑھیں۔۔۔۔

امام طبری نے ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد سبعہ احرف کے مرادی معانی کے تعیین میں اپنے موقف کی وضاحت کی ہے اور ان روایت و آثار سے اپنے نقطہ نگاہ کے صحیح ہونے پر دلائل پیش کئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ ممکنہ اعتراضات جو آپ کے موقف پر وارد ہو سکتے ہیں ان اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں۔ یہاں امام طبری کی سبعہ احرف کے بارے توجیہات اور استدلالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

امام طبری کے نزدیک قرآن کا نزول سات لغات عرب میں ہوا۔آپ نے اپنے اس موقف کو واضح اور صریح انداز میں اپنی تفسیر کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔اپنے موقف کو بیان کرنے سے پہلے تمہیدی انداز سے بحث کا آغاز کیا ہے ذیل میں اس کا احاطہ کیا گیا ہے۔

امام طبری فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عرب کی لغات میں نازل کیا۔جو شخص یہ گمان کرے کہ قرآن مجید عرب کی زبان اور اس کی لغات پر نازل نہیں ہوا تو ہم اس قول کے فاسد ہونے پر رہنمائی کریں گے۔اگر یہ قول درست ہے تو وہ عرب کی کون سی زبان ہے جس پر قرآن نازل کیا گیا۔کیا یہ تمام کی تمام زبانوں پر نازل کیا گیا یا بعض پر کیونکہ اس میں وہ تمام لوگ جن کو عرب کہا جاتا ہے ان کی زبانیں شامل ہوں گی کیونکہ وہ سب کے سب مختلف ہیں زبانوں میں اس کے بیان کے اعتبار سے اور ان کی بات چیت اور لہجوں کے اعتبار سے اگر یہ بات اسی طرح ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”انه قد جعل القرآن عربيًا وأنه أُنزل بلسان عربي مبين“[6]۔”بے شک اس نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا اور بے شک اس نے قرآن کو واضح عربی زبان میں نازل کیا۔“

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اس سے بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس میں عموم اور خصوص کا احتمال موجود ہے۔ ہمارے پاس ایسا کوئی ضابطہ موجود نہیں جس سے یہ جانا جائے کہ یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیان میں عموم و خصوص سے کیا مراد ہے سوائے اس علم کے جس کو اللہ نے قرآن کا بیان قرار دیا ہے اور وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔اس تمہید کے بعد آپ نے حضور اکرم ﷺ سے مروی روایات سبعہ احرف کو نقل کیا ہے۔[7]ان روایات سے امام طبری نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن مجید کا نزول سات لغات عرب پر ہوا۔فرماتے ہیں:

> احرف السبعة التي انزل الله بها القرآن، هن لغات سبع في حرف واحد، و كلمة واحد، باختلاف الالفاظ و اتفاق المعاني، كقول القائل هلم، و تعال، وأقبل، وابيَّ، و قصدي و نحوي و قربي و نحو ذلك مما تختلف فيه الالفاظ لضروب من المنطق و

نتفق فيه المعاني.[8]

احرف سبعہ جن پر قرآن کا نزول ہوا یہ سات لغات ہیں جو ایک ہی حرف یا کلمہ میں الفاظ کے اختلاف اور یکساں معنی کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ جیسے ھلم، تعال، اقبل اَبّی، قصدی، نحوی اور قربی وغیرہ کے الفاظ سب مختلف ہیں لیکن معانی کے اعتبار سے سب یکساں ہیں۔

امام طبری کے توجیہات واستدلالات

امام طبری نے اگرچہ ان سات لغات کی وضاحت نہیں کی کہ کن سات لغات عرب میں قرآن کا نزول ہوا لیکن اپنے موقف میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

حدثنا ابو كريب، قال : حدثنا زيد بن الحباب عن حماد بن سلمة، عن علي بن زيد، عن عبدالرحمن بن ابي بكرة عن ابيه، قال، قال رسول اللهﷺ قال جبريل: اقروا القرآن على حرف. فقال ميكائيل: استزده: فقال على حرفين. حتى بلغ ستة أو سبعة احرف فقال: كلُّها شافٍ كافٍ، مالم تختم آية عذابٍ بآية رحمة، او آية رحمته بايه عذاب. كفولك: هَلُمَّ و تعالَ.[9]

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریلؑ آئے اور مجھے قرآن کو ایک حرف پر پڑھنے کا حکم دیا تو سیدنا میکائیل نے کہا مزید طلب کریں۔ سیدنا جبریلؑ نے کہا دو حرف پر پڑھیں یہاں تک کہ چھ یا سات حروف تک پڑھنے کی اجازت دی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک شافی وکافی ہے جب تک کہ رحمت کی آیت کو عذاب اور عذاب کی آیت کو رحمت پر ختم نہ کریں جیسے تیرا کہنا ھلم وتعال.

دوسری ایک دلیل یہ روایت ہے:

عن الاعمش قال : قرأ انس هذه الاية : ﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا﴾(المزل : ٦) فقال له بعض القوم يا أبا حمزة إنما هي (وأقوم) فقال: أقومُ واصوب وأهيئَا واحدٌ.[10]

''ابو اسامہ نے اعمش سے روایت کیا ہے۔ حضرت انس نے آیت (اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا) تلاوت کی بعض لوگوں نے کہا اے ابو حمزہ! یہ تو اقوم ہے۔ انہوں نے کہا۔ اقوم، اصوب اور اھیا ایک ہی ہیں۔''

امام طبری نے اپنے موقف کو واضح کرنے میں جو توجیہات و استدلالات اپنائے ہیں ان کو بڑی وضاحت کے ساتھ سوالاً جواباً بیان کیا ہے مثلاً

امام طبری فرماتے ہیں:

صحّ و ثبت أنَّ الذي نزل به القرآن من السن العرب، البعض منها دون الجميع إذ كان معلوماً أن السِنَتَها و لُغاتِها أكثر من سبعةِ بما يُعجَزُ عن إحصَائِه.[11]

یعنی یہ بات صحیح اور ثابت شدہ ہے کہ قرآن کا نزول عرب کی زبانوں میں سے بعض زبانوں پر ہو نہ کہ ساری زبانوں میں۔ یہاں سے یہ بات واضح ہے کہ عرب کی لغات اور زبانیں سات سے زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

پھر یوں سوال اختراع کرتے ہیں:

فان قال: وما برهانك على أن معني قول النبي ﷺ «نزل القرآن على سبعة احرفٍ» و قوله «أُمرتُ أن اقرأَ القرآن على سبعة أحرفِ»، هو ما ادعيته. من أنه نزل بأمرٍ و زجرٍ و ترغيب و ترهيب و قصص و مثل و نحو ذلك من الاقوال فقد علمت قائل ذلك من سلف الامة و خيار الائمة؟

یعنی آپ کے پاس اس دعوے کی کیا دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان قرآن کا نزول سات حروف پر ہوا اور حکم دیا کہ قرآن کو سات حروف پر پڑھو سے مراد سات لغات ہیں اور سات قسم کے معانی اور مضامین مراد نہیں مثلاً امر زجر ترغیب، ترہیب، قصص و امثال وغیرہ جیسا کہ بعض ائمہ سلف سے یہ توجیہ مروی ہے۔[12]

اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

جن لوگوں نے سبعہ احرف کی یہ توجیہہ کی ہے اس کا تعلق اس حدیث سے نہیں بلکہ اس حدیث سے ہے جس میں سات حروف کے ساتھ سات ابواب کا ذکر ہوا ہے اور اس کی تشریح میں اپنے مقام پر کروں گا لیکن جن احادیث کا میں نے تذکرہ کیا ان میں حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیمؓ کے درمیان اور ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ کے درمیان جو اختلاف نقل ہوا ہے وہ قرأت اور تلاوت میں ہے۔ یعنی الفاظ کا اختلاف ہے، معنی کا اختلاف نہیں۔ اگر یہ اختلاف معانی کا اختلاف ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ان دونوں حضرات کی تصویب نہ فرماتے جبکہ آپ ﷺ نے دونوں کے لیے فرمایا "هکذا انزلت" اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کو سات حروف پر پڑھوں اور قرأت کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے نہ کہ معانی سے پس ان احادیث کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ سبعہ احرف کا اختلاف الفاظ کا اختلاف تھا معانی کا نہیں۔

امام طبری نے اپنے موقف پر ایک اور اعتراض اٹھایا کہ قرآن مجید کا وہ کون سا مقام ہے جہاں سات مترادف الفاظ کی تلاوت کی جاتی ہو:

فان قال : ففي أيِّ كتاب الله نجد حرفًا واحداً مقروءً بلغات سبع مختلفات الالفاظ، متفقات المعني، فنسلم لك صحة ما ادعيت من التاويل في ذلك.[13]

"یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن میں وہ کون سی جگہ، کون سا مقام ہے جہاں ایک حرف کو ایک ہی معانی کے ساتھ سات مختلف الفاظ سے تلاوت کیا جاتا ہے۔ تو آپ کے اس دعوے کی کیا تاویل ہوگی؟"

جواب میں فرماتے ہیں:

قيل لم ندع ان لك موجود اليوم، وانما اخبرنا ان معني قول النبي ﷺ «انزل القرآن على سبعة احروف» على نحو ماجاءت به الاخبار التي تقدم ذكرناها. وهو ما وصفنا، دون ما ادعاه مخالفونا في ذلك؛ للحلل التي قد بينًا.[14]

"یعنی ہم یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ لغات آج بھی موجود ہیں بلکہ ہم نے تو حدیث مبارکہ «انزل القرآن على سبعة احروف» کا مفہوم بیان کیا ہے۔ جس کی مثالیں سابقہ بیان کردہ احادیث میں موجود ہیں۔ ان دعوؤں کو چھوڑتے ہوئے جو اس بارے ہمارے مخالفین نے کئے، ہم اس بارے بیان پہلے کر چکے ہیں۔

ایک سوال یہ اٹھایا کہ جن سات حروف پر قرآن نازل ہوا وہ آج کیوں موجود نہیں ہیں:

فما بال الاحرف الاخرالستة غير موجودة، ان كان الامر في ذلك على ما وصفت، وقد اقراهن رسول الله اصحابه، وامر بالقراءةِ بهنَّ، وأنزلَهنَّ اللهُ من عنده على نبيه ﷺ؟ أنسخت فرفعت، فما الدلالة على نسخها و رفعها؟ ام نسيهنَّ الامة فذلك تضيع ما قد امروا بحفظه؟ ام ما القصة في ذلك؟[15]

''یعنی کیا وجہ ہوئی حروف سبعہ میں سے چھ حروف آج موجود نہیں جبکہ ان کے بارے میں حکم دیا گیا تھا۔ اور ان حروف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے قرأت کی تھی۔ اور ان حروف کے ساتھ تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اللہ نے ان حروف کو اپنے پاس سے اپنے نبی پر نازل کیا تھا۔''

امام طبری اس بات کے جواب میں فرماتے ہیں:

لم تنسخ فترفع، ولاضيعتها الامة وهي مأمورة بحفظها. ولكن الامة امرت بحفظ القرآن، و خيّرت في قراءته و حفظه بأيّ تلك الأحرف السبعةِ شاءت. كما أمرتْ، إذا هيي خشتْ في يمين وهي موسرة، ان تكفر بايّ الكفارات الثلاث شاءتْ: إما بعتقٍ، او إطعام، أو كسوةٍ فلو أجمعَ جمعها على التكفير فيها بواحدة من الكفارات الثلاثِ، دون حظرها التكفير فيها باي الثلاث شاءَ المكفّرُ، كانت مصيبةً حكم الله. مودية في ذلك الواجب عليها من حق الله، فكذلك الامة أُمرت بحفظ القرآن و قراءتهِ، و خيرت في قراءته باي الاحرف السبعة شاءت. فرأت - لعلة من العلل او جبت عليها الثبات على حرفٍ واحد – قراءتهُ بحرف واحد. و رفض القراءة بالاحرف الستة الباقية، ولم تحظر قراءتهَ بجميع حروفه على قارئه بما أُذن له في قراءته به.''[16]

''یعنی: نہ تو وہ منسوخ ہوئے اور نہ انہیں اٹھایا گیا اور نہ ہی امت نے انہیں ضائع کیا کیونکہ امت تو ان کی حفاظت پر مامور تھی۔ لیکن امت کو قرآن اور قرأت دونوں کو محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اختیار بھی دیا گیا تھا کہ ان سات حروف میں سے جس پر چاہے حفظ کر لیں۔ یہ اختیار ویسے ہی تھا جیسے قسم کے کفارے میں تین اختیارات دیئے گئے ہیں کہ چاہے تو ایک غلام آزاد کرے یا چاہے تو کھانا کھلائے یا چاہے تو لباس پہنادے۔ اگر لوگ تین کفارات میں سے ایک پر متفق ہو جائیں اور باقی کا انکار بھی نہ کریں تو اللہ کا حکم تو پورا ہو جاتا ہے بعینہ امت کو قرآن اور اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور اختیار دیا گیا کہ ان سات میں سے جو

چاہیں اختیار کر لیں پس سات حروف میں سے ایک کو محفوظ رکھنا اور باقی کو چھوڑ دینا قرآن کی حفاظت سے انحراف نہیں کیونکہ ایک حرف کو محفوظ کرنے سے قرآن کی حفاظت کا وعدہ تو پورا ہو گیا۔"

ایک سوال یہ اٹھایا کہ چھ حروف کو چھوڑ کر ایک پر کیوں قائم رکھا گیا:

وما العلة التي أو جبت عليها الثبات على حرف واحدٍ دون سائِر الاحرف الستة الباقية ؟[17]

یعنی: وہ کیا علت تھی جس کی وجہ سے چھ حروف کو چھوڑ کر ایک حرف پر باقی رکھا گیا؟

آپ نے اس کے جواب میں روایات نقل کی ہیں۔

دلیل ۱:

عن ابن شهاب، عن خارجه بن زيد بن ثابت، عن ابيه زيد، قال لما قُتِلَ اصحاب رسول اللهﷺ باليمامة، دخل عمر بن خطاب على ابي بكر فقال : إن اصحاب رسول اللهﷺ باليمامه تهافتوا تهافت الفراش في النار، واني اخشي أن لا يشهدوا مَوطنًا إلا فعلوا ذلك حتي يقتلوا - وهم حملة القرآن – فيضيع القرآن و ينسي...الاخر حديث.[18]

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں جب شمع نبوت کے پروانے یمامہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے تھے تو سیدنا عمر بن خطابؓ، سیدنا ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اصحاب محمدؐ نے ناموس رسالت پر اس طرح جانیں نچھاور کیں ہیں جس طرح شمع پر پروانے قربان ہوتے ہیں اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹنے کی بجائے اس وقت تک گستاخانہ نبوت کے خلاف بر سر پیکار رہیں گے جب تک جام شہادت نوش نہیں کر لیتے اور وہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں جو حاملین قرآن ہیں ان کی شہادت سے قرآن کے ضیاع کا خطرہ ہے، کیوں نہ ہو کہ ہم قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کر لیں اور لکھ لیں۔ ابو بکرؓ اس کام کو کرنے سے ہچکچائے اور کہا میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ شیخین کے مابین اس موضوع پر گفتگو جاری رہی پھر حضرت ابو بکرؓ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا۔ سیدنا زیدؓ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے ہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ جناب عمرؓ پریشان حال بیٹھے ہیں تو سیدنا ابو بکرؓ نے کہا: کہ یہ مجھے ایک کام کے بارہ میں اصرار کرتے ہیں جبکہ میں نے انکار کر دیا ہے۔ آپ کاتب وحی ہیں اگر آپؓ ان کے ساتھ متفق ہیں تو میں آپؓ کا ساتھ دوں گا۔

لیکن اگر آپؓ میری رائے سے اتفاق کریں تو تب میں یہ کام نہیں کروں گا۔ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں میں نے کہا ہم وہ کام کیسے کریں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟تب سیدنا عمرؓ نے ایک کلمہ کہا: اگر تم یہ کرلو تو تم پر کیا بوجھ آپڑے زید کہتے ہیں ہم نے غور وخوص کی غرض سے مجلس برخاست کردی۔ جب ہم نے اس کے جملہ پہلوؤں پر نظر دوڑائی تو پتہ چلا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ تب ابو بکر نے مجھے جمع کرنے کا حکم دیا۔ جسے میں نے کھجور کے پتوں، شانے کی ہڈیوں، چمڑے کے ٹکڑوں سے جمع کرلیا۔ جب سیدنا ابو بکرؓ راہی آخرت ہوئے اور خلافت سیدنا عمرؓ کے سپرد ہوئی تو انہوں نے دوبارہ اسے ایک صحیفہ میں لکھوایا اور اپنے پاس محفوظ رکھا۔ آپ کی وفات کے بعد وہ حضرت حفصہؓ کے ہاں منتقل ہوگیا۔ پھر ایک روز سیدنا حذیفہؓ بن یمان اچانک آرمینیہ کی جنگ سے لوٹے اور اپنے گھر جانے کی بجائے سیدھے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین لوگوں کی خبر لیجیئے سیدنا عثمان نے پوچھا ماجرا کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: میں ابھی ابھی مرج آرمینیہ سے لوٹا ہوں جہاں اہل شام اور اہل عراق جہاد میں مشغول ہیں۔ اہل عراق سیدنا ابن مسعودؓ کی قرأت پر پڑھتے ہیں اور اہل شام جناب اُبی بن کعب کی قرأت پر ہیں جبکہ دونوں نے ایک دوسرے کی قرأت کو سنا تو اس کا انکار کردیا اور بات اس قدر بڑھی کہ دونوں ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ سیدنا زیدؓ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے مجھے بلا کر اپنے لیے ایک مصحف لکھنے کا کہا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم بطور معاون آپ کو ایک فصیح اللسان اور ذہین شخص فراہم کریں گے جس پر تم دونوں متفق ہو جاؤ اسے لکھ لو اور جس پر تمہارا اختلاف ہو جائے تو میری طرف رجوع کرو۔ لہٰذا انہوں نے ابان بن سعید بن العاصؓ کو میرا معاون مقرر کیا۔ جب ہم آیت (اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ)(البقرة۲:۲٤۸) پر پہنچے تو میں نے کہا (التابوہ) جبکہ ابان نے کہا (التَّابُوْتُ) ہے۔ ہم نے حضرت عثمان کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے (التَّابُوْتُ) تائے طویلہ کے ساتھ لکھا۔ کہتے ہیں جب میں کتابت سے فارغ ہوا تو میں نے پورے مصحف کی مراجعت کی تو میں (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ...) آیت نہ پائی۔ تو میں نے مہاجرین سے کہا کہ کسی کے پس یہ آیت موجود ہے؟ تو ان کے پاس نہ پایا پھر میں نے انصار سے پوچھا تو خزیمہ بن ثابتؓ سے مل گئی۔ جسے میں نے لکھا اور دوسری بار پھر مراجعت کی تو سورۃ توبہ کی دو آخری آیات نہ تھیں۔ مہاجرین وانصار سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان کے پاس نہ پائیں بالآخر خزیمہ نامی صحابی کے پاس مل گئیں جسے میں نے درج کرلیا۔ زیدؓ کہتے ہیں اگر ایسی تین آیات مجھے مل جاتیں تو میں علیحدہ سورۃ بنا دیتا۔ اس کے بعد میں نے مزید ایک بار مراجعت کی تو میں نے ہر طرح سے مکمل پایا۔ پھر حضرت عثمان نے حضرت حفصہؓ سے

مصحف منگوایااور وعدہ کیا کہ یہ واپس لوٹایا جائے گا۔ پھر ان دونوں مصاحف کا موازنہ کیا گیااور دونوں کو متفق پایا تو مطمئن ہو گئے اور لوگوں کو اس کے مطابق سیکھنے کا حکم دے دیا۔ جب سیدہ حفصہؓ وفات پا گئی تو انھوں نے یہ مصحف سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے سپرد کر دیا بعدازاں انھوں نے حکام کے حوالے کر دیا جسے بعد میں دھو دیا گیا۔

عن ابي قلابة قال : لمّا كان في خلافة عثمان، جعل المعلم يعلم قراءة الرجل، والمعلم يُعلم قراءة الرجل، فجعل الغلمان يلتقون فيختلفون...الاخر حديث[19]

''ابی قلابہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں باقاعدہ معلم مقرر کئے گئے،ایک معلم کسی ایک صحابی کی قراءات سکھاتا جبکہ دوسرا کسی دوسرے صحابی کی، ہوا یہ کہ بچوں نے اختلاف شروع کر دیا اور یہ بات معلّمین تک پہنچ گئی۔ ایوب راوی حدیث کہتے ہیں کہ شاید ابو قلابہؒ نے یہ بھی کہا کہ بعض نے بعض کی قراءات کا انکار شروع کر دیا جب یہ بات سیدنا عثمانؓ تک پہنچی تو وہ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم میرے پاس ہوتے ہوئے غلطیاں کرتے ہو اور اختلاف میں پڑے ہوئے ہو۔ یقیناً جو لوگ ہم سے دور ہوں گے وہ زیادہ غلطیاں کرتے ہوں گے۔اور شدید اختلاف کا شکار ہوں گے،انہوں نے کہا کہ اے اصحاب محمدؐ! جمع ہو جاؤ اور لوگوں کے لئے ایک ایسا مصحف لکھو جو امام کے درجہ پر فائز ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو قرآن کی کتابت کر رہے تھے۔ ہمارے درمیان بعض دفعہ کسی آیت میں اختلاف ہوتا تو ہمیں کہا جاتا کہ اسے فلاں بستی میں رہنے والے صحابی نے رسول اللہ سے بالمشافہ سنا ہے تو ہم یوں کرتے کہ اس آیت سے پہلی اور بعد والی آیات لکھ دیتے اور اس کی جگہ خالی چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ آدمی خود آجاتا یا اسے بلایا جاتا۔ انسؓ کہتے ہیں جب مصاحف کی کتابت سے فارغ ہوئے تو حضرت عثمان نے تمام شہروں کی جانب لکھ دیا کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور اس کے علاوہ جو میرے پاس تھا اسے ختم کر دیا ہے لٰہذا جو تمہارے پاس ہے اسے تم بھی ختم کر دو۔''

دلیل ۲:

قال ابن شهاب: اخبرني انس بن مالك الانصاري : أنه اجتمع بغزوة اذربيجان و ارمينة اهل الشام و اهل العراق، فتذاكروا القرآن، فاختلفوا فيه حتي كاد يكون بينهم فتنة....الاخر حديث.[20]

''حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ وہ آزر بائیجان اور آرمینیہ کے غزوہ میں اہل عراق اور اہل شام کے ساتھ شامل تھے ان کے مابین قرآن کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی جو اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ فتنہ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ جب حذیفہ بن یمانؓ نے قرآن پاک کے بارے میں اختلاف دیکھا تو وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ لوگ قرآن میں اس قدر اختلاف کر رہے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ ان کی حالت یہود و نصاریٰ سی ہو جائے گی۔

سیدنا عثمانؓ نے جب یہ سنا تو بہت زیادہ پریشان ہو گئے حضرت حفصہؓ سے مصحف منگوایا اور سیدنا زید بن ثابتؓ کو قرآن کو جمع کرنے اور اس کی نقلیں تیار کرنے کا حکم دیا اور اس کو آفاق عالم میں پھیلایا۔''

حضرت عثمانؓ کے کام کے بارے میں ابن جریر فرماتے ہیں:

آثار اس پر دلیل ہیں کہ امام المسلمین اور امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ نے امت کو ایک حرف پر اس لیے جمع کیا کہ ان کا مسلمانوں سے الفت و محبت شفقت اور مہربانی کا تعلق تھا کہ کہیں قرآن سے انکار کر کے اسلام سے ارتداد اور ایمان سے کفر کی طرف منتقل نہ ہو جائیں کیونکہ قرآن کریم کے کسی ایک حرف کی تکذیب یا کسی لفظ کی قرآنیت کے بارے میں جھگڑنا صریحاً کفر ہے۔ انہوں نے جب اپنے زمانے میں اس قدر اختلاف دیکھ لیا حالانکہ ان کا زمانہ عہد رسالت سے بالکل قریب کا زمانہ تھا، تو انہوں نے امت کو اس عظیم آزمائش سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ ایک عظیم کد و کاوش کی۔

مزید فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع فرما دیا اور اس کے علاوہ جو مصاحف ان مصاحف کے برعکس کسی کے بھی پاس تھے انہیں ضائع کر دیا۔ تو امت نے اس معاملہ میں ان کی اطاعت کی کیونکہ اس میں سراسر بھلائی اور ہدایت کا پہلو ظاہر تھا۔ اور تلاوت میں احرف ستہ کو کلیتاً ترک کر دیا جس کا ان سے امام عادل نے مطالبہ کیا تھا۔ لہٰذا امت نے اس کو قبول کرنے کے بعد اس پر عمل شروع کر دیا جس سے باقی احرف بالکل ختم ہو گئے اور ان کی عدم دستیابی کی بنا پر ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔[21]

امام طبری نے حضرت عثمان غنیؓ کے کام کی توصیف بیان کرنے کے بعد اگلا معترض سوال یوں بیان کیا ہے:

فان قال بعض من ضعفت معرفته : وكيف جازلهم ترك قراءة أقراهموها رسول الله ﷺ، وامرهم بقراتها؟[22]

یعنی: "کیسے جائز ہوا اُن کے لیے اس قراءت کو ترک کرنا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور آپ نے جس قرأت پر پڑھنے کا حکم دیا؟

امام طبری فرماتے ہیں:

قيل: إن امره إياهم بذلك لم يكن أمرَ إيجابٍ و فرض وانما كان أمر إباحةٍ و رخصةٍ؛ لأن القراة بها لو كانت فَرْضًا عليهم، لَوجب ان يكونَ العلمُ لكل حرفٍ من تلك الاحرف السبعة عند من يقوم بنقله الحجة، و يقطعُ خبره العذر، و يذيل الشك من قرة الأمةِ. وفي تركهم نقل ذلكِ كذلك اوضح الدليل على انهم كانوا في القراءة بها مخيرينَ.[23]

"فرماتے ہیں: کہا جائے گا بلاشبہ آپ ﷺ کا یہ حکم ان کے لیے فرض یا واجب کے طور پر نہیں بلکہ اباحت اور رخصت پر محمول تھا کیونکہ اگر ان تمام حروف کی تلاوت واجب ہوتی تو ان حروف ستہ میں سے ہر حرف کا علم بھی لازم ہوتا اور اس طرح کا کوئی بھی عذر زائل ہو جاتا اور قراءت کے بارے میں کوئی بھی شک ختم ہو جاتا، ان حروف کے ترک ہو جانے سے واضح دلیل سامنے آتی ہے کہ قراءت میں اختیار دیا گیا تھا۔"

پھر یہ فرماتے ہیں:

فان قال لنا قائل: فهل لك من علم بالالسن السبعة التي نزل بها القرآن؟ واي الالسن هي من السن العرب.[24]

یعنی: "کیا تمہیں ان سات زبانوں کا علم ہے جن پر قرآن نازل ہوا؟ اور وہ عرب کی زبانوں میں سے کون سی زبانیں ہیں؟"

طبری فرماتے ہیں:

قلنا: اما الالسن الستة التي قد نزلت القراءة بها فلا حاجة بنا إلى معرفتها؛ لأنا لوعرفناها لم نقرأ اليوم بها مع الاسباب التي قدمنا ذكرها.[25]

"ہم کہیں گے وہ چھ لغات جن پر قرآن نازل ہوا کون سی ہیں اس کو جاننے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ اگر آج وہ ہمیں معلوم ہو بھی جائیں تو پھر بھی آج ہم ان پر تلاوت نہیں کریں گے جس کے اسباب کا احاطہ پہلے کر دیا گیا ہے۔"

۱- ان دلائل کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ امام طبری کے نزدیک "نزل القرآن علی سبعة احرف" سے مراد سات لغات پر قرآن کا نزول ہے۔ لہٰذا سبعہ سے مراد کثرت نہیں ہے۔

۲- امام طبری کے نزدیک احرف سے مراد لغات ہیں، کیونکہ احادیث وروایات اس بات کی دلیل ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے مابین تلاوت وقراءت کا اختلاف تھا معانی کا اختلاف نہیں لہٰذا احرف سبعہ کا تعلق الفاظ سے ہے، معانی سے نہیں۔[26]

۳- سبعہ احرف پر تلاوت کی اجازت تسہیل کی غرض سے دی گئی تھی۔

٤- سات حروف پر تلاوت کرنا امت کے لیے سہولت وآسانی کی خاطر تھا لیکن عہد عثمانی میں جب امت میں انتشار کا خطرہ پیدا ہوا تو ایک حرف یعنی لغت قریش کو برقرار رکھ کر باقی چھ لغات کو متروک کر دیا گیا۔

٥- امام طبری کے نزدیک ایک حرف پر قرآن کو محفوظ کر لینے اور باقی چھ کو چھوڑ دینے سے حفاظت قرآن کا وعدہ پورا ہو جاتا ہے۔

سات لغات کے قائل ائمہ کرام

جن ائمہ کا مؤقف کسی نہ کسی پہلو سے امام طبری کے مؤقف سے ملتا ہے، ان میں درج ذیل نام شامل ہیں:

ابو عبید قاسم بن سلام (ت ٢٢٤ھ)[27]، امام طحاوی (م ٣٢١ھ)[28]، امام بیہقی (م ٤٥٨ھ)[29]، امام بغوی (م ٥١٦ھ)، ابن عطیہ اندلسی (م ٥٤١ھ)[30]، ابن جوزی (م ٥٩٧ھ)[31]، مجد الدین ابن اثیر جزری (م ٨٣٣ھ)[32]، حافظ ابن حجر (ت ٨٥٢ھ)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (ت ١٠٥٢ھ)، ابو محمد عبد الحق (صاحب فتح المنان)، ابن عقیلہ (ت ١١٥٠ھ)[33]۔

جدید محققین میں امام طبری کی رائے کے مؤیدین میں درج ذیل لوگ شامل ہیں:

ابو شہبہ[34]، مناع القطان[35]، ڈاکٹر فضل حسن عباس[36]، عبد اللہ بن یوسف الجدیع[37]۔

نتائج بحث

1. حدیث مبارکہ "انزل القرآن علی سبعۃ احرف" میں "سبعۃ" سے مراد حقیقی عدد "سات" ہے۔ جبکہ "احرف" کا صریح معنی کسی نص سے متعین نہ ہونے کی وجہ سے اس کی مختلف فیہ تاویلات کی گئی ہیں۔

2. امام طبری نے تفسیر طبری کے مقدمہ میں سبعہ احرف سے متعلق احادیث نبوی ﷺ کا ایک وسیع ذخیرہ جو قریباً ساٹھ احادیث پر محیط ہے، پیش کیا ہے۔
3. امام طبری نے احادیث سبعہ احرف سے استدلال کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ سبعہ احرف سے مراد سات لغات ہیں جو ایک ہی لفظ یا کلمہ میں الفاظ کے اختلاف اور معنی کے یکساں ہونے کی صورت میں پائی جاتی ہیں جیسے ھلم، تعال وغیرہ۔ مزید برآں مؤلف نے اپنے مؤقف کو تفصیلی دلائل سے مزین کیا۔
4. اپنے مؤقف پر ممکنہ اعتراضات کا احاطہ کرنا اور ان کی مدلل توجیہات پیش کرنا امام طبری کا طرّہ امتیاز ہے۔
5. امام طبری کے مؤقف کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ آپ کے بعد جن اکابرین نے آپ کے مؤقف کی کسی نہ کسی پہلو سے تائید کی ان میں امام طحاوی، امام بیہقی، امام بغوی، ابن عطیہ اندلسی، ابن جوزی، ابن اثیر جزری اور حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں۔ جدید محققین میں امام طبری کے مؤقف کی تائید کرنے والوں میں ابو شہبہ، مناع القطان، ڈاکٹر فضل حسن عباس اور عبداللہ بن یوسف الجدیع وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
6. سبعہ احرف کی بحث کو پہلی مرتبہ اس قدر مدلل انداز میں پیش کرنا امام طبری کی منفرد خصوصیت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، تاویل مشکل القرآن، شرح السید احمد صقر، المکتبۃ العلمیۃ، س۔ن۔ ص ۳۵

[2] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۲؛ ابو عبید، فضائل قرآن، بیروت: لبنان، دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۱ء، ص ۲۰۷؛ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ص ۱۴۸؛ راغب اصفہانی، معجم مفردات القرآن، ص ۸۷؛ زرقانی، مناہل العرفان، ۱: ۱۵۲

[3] طبری، جامع البیان، ۱: ٦٦، (۱۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ (فاقرواماتیسر من القرآن)، (۷۷۵۰)، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن باب انزل القرآن علی سبعۃ أحرف (۴۹۹۲)، الجامع الصحیح، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالہم، باب ماجاء فی المتاؤلین (٦۹۳٦)؛ مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف (۸۱۸)؛ ترمذی، سنن ترمذی، ت بشار، باب ماجاء انزل القرآن علی سبعۃ احرف (۲۹۴۳)؛ نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، باب، جامع ماجاء فی القرآن (۱۰۱۱)، سنن نسائی، باب جامع ماجاء فی القرآن (۹۳۷-۹۳۸)؛ سنن ابی داؤد، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف (۱۴۷۵)؛ امام احمد، مسند احمد، باب مسند عمر بن الخطابؓ (۲۷۸، ۲۷۷)؛ موطاء مالک، باب ماجاء فی القرآن

(٦٨٩)؛ مسند الشامیین، باب شعیب عن الزہری عن عروۃ بن زبیر (٣١١٣)؛ بغوی، شرح السنۃ، باب قول النبیؐ انزل القرآن علی سبعۃ احرف (١٢٦٢)؛ جامع معمر بن راشد، باب علی کم انزل القرآن من حرف (٢٠٣٦٩)؛ شافعی، السنن الماثورہ، باب ماجاء فی الصلاۃ علی الراحلۃ (١٠٣)؛ مسند الشافعی، کتاب التفسیر (٦٥٢)؛ معرفۃ السنن والآثار، باب التشہد (٣٦٩٣)؛ مستخرج ابی عوانہ، باب بیان السبعۃ فی قراءۃ القرآن اذا لم یحل (٣٨٤٩، ٣٨٥٠، ٣٨٥١، ٣٨٥٢)؛ بیہقی، سنن الکبریٰ، باب التوسع فی الاخذ بجمیع ماروینا فی (٢٨٤٥)؛ المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم، باب ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف (١٨٥١)؛ شرح مشکل الآثار، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ ﷺ (٣١٠٤)؛ شعب الایمان، فصل فی ترک المماراۃ فی القرآن (٢٠٧١)

[4] طبری، جامع البیان، ١: ٦٨، ٦٩، متفق علیہ، (١٩، ٢٢)؛ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف (٤٩٩١)، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکہ (٣٢١٩)؛ الصحیح المسلم باب ان القرآن علی سبعۃ احرف (٢٧٢)؛ جامع معمر بن راشد، باب علی لم انزل القرآن من حرف (٢٠٣٧٠)؛ شرح السنۃ، باب قول النبی ﷺ : انزل القرآن علی سبعۃ احرف (١٢٢٥)؛ السنن الصغیر باب ماجاء فی قولہ انزل القرآن علی سبعۃ احرف (١٠٠١، ١٠٠٢)؛ مستخرج ابی عوانہ: باب بیان السبعۃ فی قراۃ القرآن اذا لم یحل (٣٨٤٦)؛ حدیث ابی الفضل الزہری: باب اقرانی جبریل علی حرف، فراجعتہ فلم ازل (٧١-٧٣)؛ شعب الایمان فصل فی ترک المماراۃ فی القرآن (٢٠٧٥)

[5] طبری، جامع البیان، ١: ٧٠-٧١ (٣٠)

[6] طبری، جامع البیان، ١: ٨٢

[7] ان روایات میں سے تین آغاز بحث میں بیان کر دی گئی ہیں۔

[8] طبری، جامع البیان، ١: ٨٢

[9] طبری، جامع البیان، ١: ٨٣

[10] طبری، جامع البیان، ١: ٧٨

[11] ایضاً، ١: ٧٥

[12] طبری، جامع البیان، ١: ٧٥

[13] طبری، جامع البیان، ١: ٨٢

[14] ایضاً

[15] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۲

[16] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۲

[17] ایضاً

[18] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۲-۸۳

[19] طبری، جامع البیان، ۱: ۸٤

[20] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۵

[21] طبری، جامع البیان، ۱: ۸۵

[22] طبری، جامع البیان، ۱: ۸٦

[23] طبری، جامع البیان، ۱: ۸٦

[24] ایضاً

[25] ایضاً

[26] طبری، جامع البیان، ۱: ٦۷

[27] ابو عبید، فضائل القرآن ص ۲۰۷

[28] طحاوی، شرح مشکل الآثار، ۸: ۱۲٤

[29] بیہقی، شعب الایمان باب فی تعظیم القرآن، ۲: ٤۲۱

[30] ابن عطیہ، مقدمہ المحرر الوجیز، ۱: ٤٦

[31] ابن جوزی، فنون الافنان، ص ۱۹٦

[32] جزری، النشر، ۱: ۱۹

[33] ابن عقیلہ، الزیادة والاحسان، ۱: ٤۹۰

[34] ابو شہبہ، المدخل لدراسة القرآن الکریم، ص: ۱۷۸

[35] مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ص ۱٦۲

[36] فضل حسن عباس، ڈاکٹر، الاتقان البرہان فی علوم القرآن، ۲: ۱۱۹

[37] الجدیع، المقدمات الاساسیہ فی علوم القرآن، ص ۷۵